وجد پر علمی دلائل

حسب ارشاد

مجدد ملت حضرت سیدنا اخندزادہ

سیف الرحمٰن پیرارچی وخراسانی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

با اھتمام

مخدوم اہلسنت حضرت میاں محمد حنفی سیفی مبارک دامت برکاتہم العالیہ

تالیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی محمدی سیفی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ سیفیہ آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور

حسین ٹاؤن نزد کالا شاہ کاکو مرشد آباد روڈ راوی ریان

فون: 0321-8401546

نام کتاب:

وجد پر علمی دلائل

از افادات عالیہ:

مجدد عصر حاضر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک دامت برکاتہم العالیہ

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی محمدی سیفی رحمۃ اللہ علیہ

اہتمام طباعت: صوفی فیاض حسین محمدی سیفی (انچارج مکتبہ محمدیہ سیفیہ)

معاون اشاعت: صوفی غلام مرتضٰی سیفی (آف گجرات)

ناشر: مکتبہ محمدیہ سیفیہ آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور

اشاعت سوئم: جون 2008ء

ھدیہ: 30 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ آستانہ عالیہ سیفیہ مجددیہ نقشبندیہ فقیر آباد شریف

مکتبہ محمدیہ سیفیہ آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

وجد کے بارے میں علمی تحقیق

سوال۔ وجداور تواجد کی حقیقت کیا ہے؟ کیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب۔ وجد عموماً بعض ذی روح چیزوں خصوصاً اہل ایمان میں سے ایسے حضرات کو ہوتا ہے جو تلاوتِ قرآن یا نعتِ رسول ﷺ یا ذکر باری تعالیٰ یا بزرگانِ دین کی تعریف وتوصیف سنتے ہیں تو ان پر کسی خاص کیفیت کا ورود ہوتا ہے یا انوار وتجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ اپنے اوپر قابو اور کنٹرول نہیں کر پاتے جس وجہ سے ان کے جسم پر اضطراب وحرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی بنا پر کبھی ادھر کبھی ادھر کبھی آگے کبھی پیچھے جھکتے اور گر پڑتے ہیں۔ اور کبھی کبھار بیہوش بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی حرکات کو وجد حقیقی کہا جاتا ہے۔ اور اس کا محمود و مستحسن ہونا قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

(ا) الله نزل احسن الحديث كتابا متشابها مثانى تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله (پ۲۳، ع۱۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ایسی اچھی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہے۔ بار بار دھرائی جاتی ہیں۔ جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے دل کانپنے لگتے ہیں۔ (یعنی حرکت کرتے ہیں) پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کے ذکر میں لگ جاتے ہیں۔ یعنی ان کے

اجسام وابدان حرکت کرنے اور مضطرب ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ ذکر خداوندی میں سرشار ہوکر ذاکر بن جاتے ہیں۔ یہاں اس نص قطعی الثبوت کی دلالت بھی اقشعرار بدن اور دلوں کے نرم ہونے پر قطعی ہے۔ گویا وجد کی کیفیت کا ثبوت ایسی نص سے واضح ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہے۔ اور پھر نفس وجد کا انکار اس آیت مذکورہ کا انکار ہے جو کفر خالص ہے۔ جیسا کہ اس کی تفسیر میں صاحب مدارک اور صاحبِ جلالین اور صاحبِ تفسیر مظہری وغیرہ نے لکھا ہے۔

(۲) فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا (پ ۹ ع ۷)

(ترجمہ) جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے ملاحظہ ہو تفسیر مظہری۔

یہاں صفاتی تجلی نے موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیا ہے تو پھر ذاتی انوار و تجلیات کا کیا عالم ہوگا؟

(۳) واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتھم الرجفتہ (ص ۹ ع ۹)

(ترجمہ) اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر (۷۰) آدمی ہماری ملاقات کے لئے پھر جب ان کو پکڑ لیا رجفہ نے یہاں پر صاحب روح المعانی کا استدلال قابل غور ہے۔

(۴)فلما راء ینه اکبر نه وقطعن ایدیھن (پ۱۲، ع۱۴)

(ترجمہ) جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

یہاں صرف جمال یوسفی کے مشاہدہ سے زنان مصر ایسی بے ہوش ہوئیں کہ انگلیاں کاٹ لیں یہ وجد ہی کیفیت ہے جو جمال خداوندی یا جمال مصطفوی کے مشاہدہ سے اس کا طاری ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔(مطالعہ کے لئے روح البیان زیادہ مفید ہے)

الایتہ۔(۵).انما المئومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم (پ۹، ع۱۵)

(ترجمہ) بے شک ایمان والوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں یعنی دلوں پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

الغرض۔ان پانچ عدد آیات قرآنیہ سے اہل ایمان خصوصًا اہل سلوک اہل ذوق وعشاق کے وجد حقیقی کا ثبوت بالکل واضح ہے۔اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔

حدیث اول

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام کی زبان سے قرآن کریم کی تلاوت سن کر گھوڑا ناچتا ہے جیسا کہ یہ حدیث شریف ص۱۸۴ پر موجود ہے۔اگر قرآن سن کر گھوڑے جیسے جانور پر وجد طاری ہوسکتا ہے تو انسان پر ایسی کیفیت کا ورود کیونکر نہیں ہوسکتا

رہا معاملہ تواجد کا تو تواجد کے معنی ہیں از خود وجد والی صورت اختیار کرنا۔ یعنی یہ وہ صورت ہے کہ جس میں حقیقی وجد والا آدمی حرکات وسکنات کرتا ہے گرتا ہے، اُچھلتا ہے، تڑپتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اسی طرح وہ آدمی جو تواجد کرتے ہیں جو کہ منع نہیں بلکہ جائز ہے اور احسن عمل ہے۔

حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ من تشبہ بقوم **فھو منھم** ۔جو شخص کسی قوم سے اپنی مشابہت کرے گا۔ وہ انہیں میں سے ہوگا۔ اور یاد رہے کہ تواجد کے جواز پر صرف ہم نے ہی استدلال نہیں کیا بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ تواجد پر یوں فرماتے ہیں کہ ذاکر خواہ ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ اور یہ کھڑا ہونا اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو ہر حال میں جائز ہے۔ بلکہ جواب میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر نہ انکار جائز ہے اور نہ ہی ان کو منع کرنا جائز ہے۔ اور یہی جواب دیا ہے علامہ بلیقنی اور علامہ برھان الدین انباسی نے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ صاحب حال مغلوب ہے۔ اور اس کا منکر محروم ہے۔ اس لئے اس نے تواجد کی لذت نہیں دیکھی۔ اور عشق حقیقی کا جو مشروب ہے وہ منکر کو نصیب نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام سے بھی یہی کچھ منقول ہے بلکہ مجلس ذکر میں کھڑے ہونے اور رقص کرنے والوں میں یہ شیخ الاسلام بھی شامل ہیں اور کھڑے ہو کر ذکر کرنا اور گھومنے وغیرہ کا ثبوت بھی الحاوی الفتاویٰ ص ۲۲۴ جلد دوم میں موجود ہے اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا مجموعتہ الرسائل ج ۱، ۱۷۳ اور فتاویٰ

شامی جلد سوم ص ۳۰۷ پر بھی وجد مع تواجد اور رقص وغیرہ کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث دوم

فتاوی الحاوی ج ۲، ۲۲۴ میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ:

وان انضم الی هذا القیام رقص او نحوه فلا انكار علیهم لان ذلك من لذة الشهود و المودجمد و قدوردفی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب بین یدی النبی صلی الله عیله و سلم لما قال له شبهت خلقی و خلقی و ذالك من لذة هذه الخطاب و لم ینكر ذالك علیه النبی صلی الله علیه و سلم فكان هذا اصلافی وقص الصوفیته الخ

(ترجمہ) اور اگر اس قیام وغیرہ کے ساتھ رقص وغیرہ کو ملایا جائے تو بھی صوفیاء پر انکار جائز نہیں کیونکہ یہ شہود اور مواجید (وجد کی جمع) کی لذت کی وجہ سے ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جناب جعفر بن ابی طالب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اخلاق اور خلقت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔ تو یہ سن کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رقص کیا یعنی ناچنے لگے۔ تو آپ نے نہ منع فرمایا اور نہ انکار فرمایا۔ جو جواز کی دلیل ہے نوٹ یاد رہے کہ اسی حدیث کو صوفیاء کرام کے وجد و تواجد اور رقص کی اٹل دلیل قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح سید احمد طحاوی اپنی کتاب حاشیۃ الطحاوی علی درالمختار جلد چہارم ص ۱۷۶۔۱۷۷ میں اور الحدیقۃ الندیۃ شرح طریقۃ المحمدیۃ جلد دوم ص

۵۲۲ میں اسی طرح امام شعرانی انوارِ قدسیہ جلد اول ص ۳۹ فرماتے ہیں۔

نوٹ۔ یادرہے کہ اختصار کی خاطر صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔ اور بعض عبارات سے مختصر جملے نقل کر دیئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ وجد و تواجد اور رقص جلیل القدر اولیاء کرام پر طاری ہوتا رہا ہے۔ مثلاً ابو بکر شبلی، ابوالحسن نوری، سمنون المجیب، معدون المجنون وغیرہ

مزید برآں یہ کہ حضرت شاہ غلام علی دھلوی مکاتیب شریفہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین شاہ نقشبند کی توجہات سے مریدین پر عجیب و غریب کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ (حوالہ مکاتیب شریفہ ص ۷۸، ۸۲)

سوال۔ (۲) حضرت جعفر بن ابی طالب کی حضور ﷺ کے سامنے وجد و رقص کرنے والی روایت کس کتاب میں ہے۔

جواب۔ الحاوی للفتاویٰ جلد دوم ص ۲۳۴ سیرت طبیہ جلد دوم ص ۲۵۲ کے حاشیہ میں ہے (السیرۃ نبویۃ والا ثار المحمدیۃ) اور صدیقۃ الندیۃ جلد دوم ص ۵۲۴ تفسیر احمد ص ۶۰۲، ۶۰۳ میں موجود بھی ہے۔ علاوہ ازیں ملاحظہ فرمائیں۔ تفسیر روح البیان ص ۲۱۱، ویخرون للاذقان ویزیدھم خشوعا کے تحت حضرت ابی ہریرہؓ کو وجد و جذب ہوا۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف باب الزھد نیز سورۃ محمد کی تفسیر میں تفسیر روح البیان ص ۸، ۵۱۴ جلد آٹھ اور ص ۸، ۱۰۱ سورۃ اعراف جلد سوم ص ۶۴۲ اور روح البیان ص ۸، ۷، ۱۴۷ وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ خوفِ طوالت سے عبارات نہیں لکھیں۔ البتہ کسی کو شبہ ہو تو دکھائی جا سکتی ہیں۔

سوال۔ (۳) ابنِ عابدین علیہ الرحمۃ نے تو رقص یعنی ناچنے کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔

جواب۔ انہوں نے اگرچہ منع کیا ہے لیکن یاد رہے کہ جس رقص کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے وہ جھوٹے اور جعلی صوفیاء کا رقص ہے۔ یا ایسا رقص کہ جو شہواتِ نفسانی میں ہیجان پیدا کرے۔ اس کو حرام و منع فرمایا ہے۔ سچے صوفیاء کرام جو معرفت خداوندی سے اسرار اور واصلین ہیں ان کے رقص و وجد کو انہو نے حرام و منع نہیں فرمایا۔ ابنِ عابدین کے مجموعہ رسائل کا ۱۷۲، ۱۷۳ صفحہ نکال کر شفاء العلیل کا مطالعہ فرمانے سے وہم دور ہو سکتا ہے۔ (ذرا مطالعہ فرمائیے)

سوال۔ (۴) کیا نماز کی حالت میں اپنے جسم کو ہلانا اور حرکت دینا جائز ہے اور کیا صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے؟

جواب۔ کسی کیفیت کے وارد ہونے کی صورت میں جسم کو ہلانا اور جسم کا حرکت کرنا بے شک صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶، امام ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ ابواراکہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب وہ اپنی دائیں طرف پھرے تو رک گئے جب سورج نیزے کے برابر آیا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنا دستِ اقدس الٹا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے۔ آج میں ان سے کچھ مشابہت نہیں دیکھتا۔ وہ خالی ہاتھ بکھرے ہوئے بالوں اور گرد آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے تھے، کتاب اللہ کی تلاوت کرتے، اپنے قدموں اور

پیشانیوں کے درمیانے حصے کو حرکت دیتے۔ جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ایسے حرکت کرتے جیسے ہوا والے دن درخت حرکت کرتا ہے، ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے، خدا کی قسم ان کے کپڑے بھاری ہو جاتے۔ اسی طرح حلیتہا الاولیاء ص ۷۶ جلد اول میں بھی مذکور ہے۔

ذکر میں سرشار ہو کر جسم کا حرکت کرنا ایک اچھا عمل ہے۔ اور شرعاً جائز ہے امام احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند میں صحیح حدیث نقل کی ہے۔

(حدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص کرتے تھے۔ اور اپنی زبان سے یہ کہتے تھے کہ محمد عبد صالح' لیکن آپ نے ان کو دیکھ کر منع نہیں فرمایا۔ جو اپنی کیفیت کے پیدا ہونے کی صورت میں رقص و وجد کے جواز کی دلیل ہے۔

سوال۔ (۵) نماز کے اندر وجد حقیقی کے بعد جسم کا حرکت کرنا اور منہ سے آوازیں نکالنا دونوں ہاتھوں سے تالی کی صورت اختیار کرنا، چیخنا، چلانا، اور ہاھو وغیرہ کی صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے لہذا ایسا کرنا منع و ناجائز ہے بلکہ آداب مسجد کے منافی ہے اور عملِ کثیر ہے جو کہ مفسدِ صلوۃ ہے۔

جواب۔ قارئین گزارش ہے کہ اگر نماز کے اندر مذکورہ بالا امور کا پایا جانا انوار و تجلیات اور دیگر ایسی ہی کیفیت کی وجہ سے ہوا ہے۔ جو انسان کو ایسی حرکات پر مجبور کر دیتی ہیں تو اس صورت میں وہ شخص مغلوب الحال ہو جاتا ہے۔ اور مغلوب الحال کی نہ نماز فاسد ہوتی اور ٹوٹتی ہے نہ ہی وضو۔ اور نہ ہی نماز مکروہ ہوتی

ہے۔ کیونکہ یہ روح نماز کی علامات ہیں بلکہ اصل نماز ہی یہی ہے۔ رسمی نمازوں میں ایسی کیفیات وارد نہیں ہوتیں یہ کیفیات اصلی نمازوں میں ہی وارد ہوتی ہیں۔ جن لوگوں پر خشوع وخضوع طاری ہوتا ہے تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نیز سوال (۴) میں صحابہ کرام کے متعلق جواب ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: نماز کے اندر وجد کیفیت کے جواز اور نماز نہ ٹوٹنے کے متعلق ایک اہم عبارت فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف سے نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو اور اس کے علاوہ بھی چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) هدایه جلد اول ص ۱۳۵ میں فرماتے هیں که فان فیها او تاوه ابکی فارتفع بکاوه (اے حصل منه الحروف) فان کان (اے کل ذلك) من ذکر الجنته و النار لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان من وجع او مصیبة قطعها لان فیها اظهار الجزع و التاسف فکان من کلام الناس

(ترجمہ) اگر نمازی نے نماز میں آہ یا اوہ کہا یا ایسا رویا کہ آواز بلند ہو گئی یعنی رونے سے حروف بھی حاصل ہو جائیں۔ تو اگر یہ رونا وغیرہ جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز کو نہیں توڑے گا کیونکہ یہ خشوع و عاجزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے۔ اور اگر جسمانی درد یا کسی اور مصیبت کی وجہ سے رویا یا آہ، اوہ کیا یہ نماز کو توڑ دے گا۔ کیونکہ اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔ اس لئے یہ لوگوں کے کلام سے ہو گا۔

(۲) اسی طرح فقہ حنفی کی معتبر ترین اور مشہور زمانہ کتاب بحرالرائق میں ہے یعنی جو کچھ صاحب ھدایہ نے لکھا ہے اس سے بھی زیادہ مفصل طور پر علامہ ابنِ نجیم نے لکھا ہے اختصار کے پیشِ نظر عبارت نقل کرنے سے گریز کیا ہے اور حوالہ پر ہی اکتفا کیا ہے۔

نیز ایک بات جو بحرالرائق نے زائد لکھی ہے وہ یہ ہے کہ ولو صرح بھما فقال اللھم انی اسئلک الجنتہ واعوذ بک من النار لم تفسد صلاتہ

(ترجمہ) اگر نمازی نماز کی حالت میں صراحتہً مذکورہ بالا جملے کہ لیتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ خشوع و عاجزی کی زیادت پر دلالت کرتے ہیں اور خشوع وخضوع کی زیادت کی وجہ سے ہیں۔

(۳) فتاویٰ تاتار خانیہ ج ۱ ص ۵۷۹ میں علامہ علاء الانصاری فرماتے ھیں کہ فان کان من ذکر الجنتہ او النار فصلاتہ تامتہ عند ابی حنفیة و محمد و فی الخنفتہ فحصل لہ حروف

یعنی اگر آہ، اوہ کہنا یا بلند آواز سے نماز میں رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو خواہ حروف بھی حاصل ہو جائیں تو بھی امام اعظم ابوحنفیہ اور امام محمد کے نزدیک نماز تام وکامل ہے۔ یعنی نہیں ٹوٹتی۔ (فتاوی تاتارخانیہ ۱ ص ۵۷۹)

(۴) اس طرح فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۰۰ میں بھی لکھا ہے۔

(۵) اور اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علیٰ ھامش عالمگیر جلد اول ص ۱۳۲ پر بھی موجود ہے۔

(٦) الانین والتاوہ والتافیف وابکاء اذاشتملت علی حروف مسموعته فانها تبطل الصلوة ا لا اذا کانت من خشیته الله اومن مرض بحیث لا یستطیع و هذا لحکم متفق علیه بین الحنفیة و الحناهلته و بین المالکیته فی سئلته الخشیته فقهه علی مذاهب الاربعته (جلداول، ص۳۰۰)

یعنی نماز کی حالت میں نمازی کا آہ، اوہ اور اُف کہنا اور اس طرح رونا کہ حروف سنے جائیں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں، اگر یہ روتا آہ، اوہ، یا اف کہنا اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کی وجہ سے ہو یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے ہو جس پر یہ کنٹرول وقابو نہیں رکھ سکتا تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور حکم احناف وحنابلہ و مالکیہ کا اتفاقی ہے۔

(۷) اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی حاشیہ الطحطاوی علی مرقی الفلاح ص ۱۷۴ میں فرماتے ہیں کہ الوجد لہ مراتب وبعضہہ بسلب الاختیار فلا وجہہ لمطلق الانکار وفی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للغیوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش اہ یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں۔ اور بعض اقسام ایسی ہوتی ہیں۔ جو اختیار کو سلب کر لیتی ہیں۔ لہٰذا مطلقاً انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فتاوٰی تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات جیسی ہوتی ہیں۔ اور غیر اختیاری ہوتی ہیں اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے اور (یہ حالت مفسدِ صلوۃ یعنی نماز کو توڑنے والی نہیں)

(۸) صاحب روح المعانی تفسیر روح المعانی میں تقریباً اسی طرح فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

(۹) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۸ میں بھی ایسی ہی عبارت موجود ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر خشیت الٰہی کے غلبہ کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف یا تف کہا اور حروف بھی حاصل ہو گئے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(۱۰) ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں بھی یہی کچھ فرمایا گیا ہے۔ الغرض ان جس عدد حوالہ کتب فقہ اور روح المعانی کے حوالہ سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ نمازی کو اگر نماز کی حالت میں وجد ہو جائے اور وہ وجد کی کیفیات میں سرشار ہو جائے اور مغلوب الحال ہو جائے اور منہ سے ھا' ھو کی آوازیں نکل جائیں یا چیخ چلائے یا مرتعش کی طرح حرکتیں کرے۔ جسم کو ہلائے' ہاتھ کھل جائیں اور تالی کی شکل بن جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ فقہاءِ احناف علیہم الرحمۃ والرضوان نے بلند آواز سے رونے اور آہ یا اوہ یا اف وغیرہ نماز کے اندر کہنے سے نماز فاسد نہ ہونے کی جو علت خشیت الٰہی خوفِ خداوندی' خشوع و خضوع میں زیادتی بتائی ہے وہ علت جب بھی پائی جائے گی اور جہاں بھی پائی جائے گی تو وہاں ہی معلول یعنی حکم بھی پایا جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علت تو پائی جائے مگر معلول نہ پایا جائے۔ معلول کا تخلف علت سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاءِ احناف جہاں دیکھتے ہیں کہ فلاں فعل نمازی سے خشیتِ الٰہی اور خشوع کی وجہ سے پایا گیا ہے تو وہاں ہی یہ حکم لگا دیتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔

لہذا ہمارے سلسلہ عالیہ مجددیہ سیفیہ کے مریدوں میں نماز کی حالت میں جو مذکورہ بالاحرکات وافعال پائے جاتے ہیں۔ان کی علت بھی خشیتِ الٰہی، خوف خدااور خشوع کا غلبہ ہوتا ہے۔لہذا یہ حکم یہاں بھی لگے گا کہ نہ تو نماز ہی فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔اگرچہ بے شمار حوالہ جات مزید پیش کئے جاسکتے ہیں بوقت ضرورت لیکن فی الحال خوف طوالت سے یہاں دس عدد حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔اب اسی مسئلہ کے متعلق ذرا تفسیر روح المعانی ملاحظہ کریں۔

یہ عبارت ملاحظہ کرلیں جو ایمان کو تازہ کردیتی ہے۔جس کا ایک ایک لفظ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موجودہ طریقہ کی تائید کرتا ہے۔اور جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلہ کے اس طریقہ کو جو لوگ نئی اختراع یا نئی ایجاد قرار دیتے ہیں وہ دراصل بے خبر ہیں یا غفلت کا شکار ہیں۔یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام چلاتے ہیں اور یا پھر تعصب وعناد کی پٹی آنکھوں پر باندھ رکھی ہے۔ان کو چاہئے کہ یہ پٹی آنکھوں سے اتار کر مذکورہ حوالہ جات دیکھیں۔اور [illegible]س کا مطالعہ فرمائیں اور فہم کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔محض لکیر کا فقیر نہ بنیں علماء دین کے شایان شان لکیر کا فقیر بننا نہیں ہے۔

[illegible]ید برآں (حوالہ نمبر ۱۱) علامہ آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ

[illegible]ار موسی قومہ سبعین رجلا عن اشراف قومہ ونجباء ھم اھل ا[illegible]عداد والصفاء والارادۃ والطلب والسلوک فلما

اخذتهم الرجفته ای رجفته البدن التی هی من مبادی حقیقته الفتاء عند طریان بوارق الانوار وظهور طوالع لتجلیات والصفات من اقشعرار الجسد وارتقاده وکثیر اما تعرض هذه الحرکته السالکین عند الذکر اوسماع القران اوما یتاثرون به حتی تتفرق اعضاء هم وقرشا هذا ذالك فی صلاتهم عیاح معه (الی ان قال)وقد کثر الانکار علیهم وسمت بعض المکرین یقولون ان کانت هذه الحالته مع الشهود والعقل فهی سوء ادب ومبطلته للصلوة قطعا وان کانت مع علم شعور وزوال عقل فهی ناقضته للونسیتوء ونراهم لایتوفئون واجیب بانها غیر اختیاریه مع وجود العقل والشعور وهی کالعطلس والسعال ومن ههنا لاینتقض الوضئوبل ولاتبطل الصلوة (الی ان قال)فلا بعدان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریته باذکر ولایلزم من کونه غیر اختیاری کونه صادرا من غیر شعور فان حرکته المرتعش غیر اختیاریته مع الشعور بها

(الخ روح المعانی جلد سوم ص ۸۶ الجزء التاسع)

(ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم مین سے ستر (۷۰) نجباء اور شرفاء کو چنا جو اس قدر صفاء ارادت اور طلب و سلوک والے تھے کہ جب ان کے بدن کو رجفہ یعنی کپکپی نے پکڑا جو حقیقہ الفناء کے مبادیات سے ہے جب انوار

وتجلیات کی تجلیاں وارد ہوتی ہیں اور تجلیات صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسے جسم پر کپکپی اور ارتعاد کا طریان ہے۔ اور بہت دفعہ یہ ترکت سالکین کو عارض ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت یا قرآن کے سماع کے وقت یا اس چیز کے سننے کے وقت جو سامعین کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً (نعت خوانی وغیرہ) یہاں تک کہ ان کے اعضاء جسمانی بکھرنے لگتے ہیں یا قریب ہوتا ہے کہ ان کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ایسی حالت کا مشاہدہ ہم نے حضرت خالد علیہ الرحمتہ کے پیروکاروں میں کیا ہے۔ یا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سالکین میں اور بسا اوقات ان کو نماز کے اندر چیخ وپکار کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ (یہاں تک کہا کہ) ان پر انکار بھی مکثرۃ کیا گیا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل وشعور کے ہوتے ہوئے تو پھر یہ سوءادب بھی ہے اور نماز کو باطل بھی کر دیتی ہے۔ اور اگر یہ حالت عقل وشعور کے زوال کے بعد ہوئی تو پھر یہ ضو کو توڑنے والی ہے۔ مگر ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ وضو نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حالت باوجود عقل وشعور کے قائم رہنے کے غیر اختیاری ہے جیسے چھینک اور جمائی انسان کو آتی ہے۔ عقل وشعور موجود ہوتے ہوئے بھی یہ غیر اختیاری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز اور بعض شوافع نے نصًا فرمایا ہے کہ نمازی پر اگر نماز میں ضحک (یعنی کھل کر ہنسنا غالب) ہو جائے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اس نمازی کو معذور قرار دیا جائے گا لہٰذا بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ سے حاصل ہونے والے غیر اختیاری ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ

وہ عقل وشعور کے بغیر ہو۔ کیونکہ مرتعش کی حرکت باوجود شعور کے غیر اختیاری ہے اور یہ ظاہر ہے لہٰذا کوئی معنی نہیں انکار کا اور نہ کوئی وجہ ہے انکار کی ۔(ملاحظہ ہو روح المعانی ج سوم، ص ۸۶،۹)

سوال ۔صاحب روح المعانی نے اس مذکورہ ص ۸۶ پر یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خالد علیہ الرحمتہ اپنے مریدوں کو ایسی صورت میں وضو کرنے اور نماز نئے سرے سے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی کیفیت کے ورود کے بعد وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت خالد وضو کرنے اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرماتے ۔لہٰذا یہ عبارت تمہارے خلاف ہے۔

جواب ۔اس عبارت میں یہ جملہ موجود ہے کہ سدًا الباب الانکار حضرت خالد علیہ الرحمتہ اس وجہ سے وضو اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیتے تھے کہ وضو اور نماز فاسد ہو گئے ہیں یا ٹوت گئے ہیں بلکہ منکرین کے انکار کا دروازہ بند کرنے کے لئے ایسا حکم دیتے تھے یعنی یہ اعادہ کا حکم احتیاطی تدبیر کے طور پر تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا۔لہٰذا وضو اور نماز کے ٹوٹنے کا نتیجہ نکالنا باطل و مردود ہے۔

سوال ۔روح المعانی کے مذکورہ ص ۸۶ میں یہ عبارت بھی موجود ہے جو تمہارے خلاف ہے کہ والحق ان مایعتری ھذہ الطائفۃ غیر ناقض الوضو لعلم زوال العقل معتہ ولکنہ مبطل للصلوۃ ھاضیہ من اصیاح الذی یظہر بہ حرفان مع امور تاباھا الصلوۃ

یعنی حق یہ ہے کہ صوفیاء وسالکین کے اس گروہ پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ناقص وضو نہیں یعنی وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ اس حالت میں عقل زائل نہیں ہوتی لیکن یہ کیفیت نماز کو باطل کرتی ہے کیونکہ اس میں وہ چیخ وپکار ہوتی ہے جس میں دو حرف ظاہر ہوتے ہیں باوجود مزید چند ایسے امور کے جو نماز کے لائق نہیں۔

جواب۔ اس عبارت میں جس صیاح و چیخ وپکار کا ذکر ہے وہ محمول ہے اس صورت پر جب یہ صیاح و چیخ وپکار خشوع وخضوع اور خشیتِ الٰہی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ کسی دنیاوی مصیبت وتکلیف کی وجہ سے ہو۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں کتبِ فقہ حنفی کے معتبر حوالہ جات سے اس کی تفصیل گزر چکی ہے لیکن اگر یہ چیخ وپکار محض خشیتِ الٰہی اور خشوع وخضوع کی وجہ سے ہو تو پھر نماز باطل نہیں جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر و دیگر معتبرات سے نقل کر دیا گیا ہے گذشتہ صفحات ہیں۔

سوال۔ ذکر کا یہ طریقہ اختراعی اور من گھڑت ہے جو اپنی ہیئت کذائی کے ساتھ نہ قرآن سے ثابت ہے کہ نہ کسی حدیث سے نہ بزرگان دین سے' لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔

جواب۔ یہ جاہلانہ اور احمقانہ سوال ہے بلکہ سوال کرنے والے کی ذہنی کیفیت کا پتا دیتا ہے کہ یہ شخص بھی وہابیت زدہ ہے۔ تحقیق جواب تو یہ ہے کہ کسی چیز یا کسی امر وفعل کا صراحتہ قرآن وحدیث وکتب فقہ میں ہی نہ ہونا اس کے عدم جواز یا اس کے اختراعی ہونے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک وجود خارجی

ہے اور ایک وجود شرعی ہے اگر چہ یہ طریقہ وجود خارجی کے ساتھ موجود نہیں ہے مگر وجود شرعی کے ساتھ موجود ہے یعنی شرعی جواز موجود خارجی کے ساتھ موجود ہے کیونکہ (فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم الآیۃ اور فاذکرونیالآیۃ مطلق ہیں۔کیفیت ذکر مذکور نہیں ہے کہ کن الفاظ سے ذکر کریں کس طریقہ سے کریں۔اور قاعدہ مشہور ہے المطلق یجری علی اطلاقیہ الخ۔یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہےاور خبر واحد حدیث صحیح سے بھی اس کو مقید نہیں کر سکتے تو پھر محض منکرین کی آراءاور قیاسات فاسدہ سے کیونکر مقید ہوسکتا ہے۔اطلاق اورعموم بتلاتا ہے کہ ذکرالٰہی ہر طریقہ سے جائز ہے خواہ وہ طریقہ کوئی بھی ہو پھر حدیث صحیح ہے' مسلم شریف اور مشکوۃ کی کہ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ اور اس من کے عموم میں قیامت تک کے ایجاد کنندگان داخل ہیں اور سنۃ حسنۃ میں ذکر کے ہر نئے اور جدید طریقہ کو شامل ہے۔امام نووی شارح مسلم نے شرح میں عبادت کے ہر نئے طریقہ کو بھی داخل قرار دیا ہے۔سنۃ حسنۃ یہ حدیث مشکوۃ شریف ص ۳۳' کتاب العلم بھی موجود ہے۔

اور الزامی جواب یہ ہے کہ بالغرض اگر ذکر کا یہ طریقہ نیا اور جدید ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے تو پھر محفلِ میلاد' جلوسِ میلاد' ختم گیارہویں' عرس شریف بلکہ تمام معمولات اہلسنت تقریبا ناجائز قرار پائیں گے بلکہ تقلید شخصی بھی ناجائز قرار پائے گی کیونکہ یہ مذکور بالا صراحتہ نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے ثابت ہے کیا ان تمام امور کو بھی آپ ناجائز اختراعی من گھڑت قرار دیتے ہیں فما

ہو جوابکم فھو جوابنا۔

سوال۔ تمہارے اس سلسلہ میں تمہارے پیر و مرشد بیعت کرنے کے بعد مریدوں کو نوافل پڑھنے اور تلاوت قرآن و دیگر تسبیحات و تحلیلات سے منع کرتے ہیں جو سراسر خلاف شرع ہے۔

جواب۔ یہ منع کرنا ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ یہ منع کرنا مصلحت ہے تاکہ اسم جلالت کے ذکر کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے اور ابق جلدی پختہ ہو جائے تاکہ سلوک کا اگلا سبق دیا جاسکے جیسے خداوند قدوس نے جناب آدم وحوا علیہما السلام کو لاتقربا ھذہ الشجرۃ فرما کر منع فرمایا تھا تو یہ نہی تحریمی نہ تھی بلکہ تشفقی تھی اور جیسے ڈاکٹر یا طبیب و حکیم مریض کی تشخیص کے بعد نسخہ تجویز کرتا ہے اور ساتھ ہی پرہیز بتاتے ہوئے کہتا ہے فلاں چیز بھی نہ کھانا اور فلاں چیز بھی نہ کھانا تو اس کو بعض خوردنی اشیاء سے روکنا شرعاً نہیں ہوتا بلکہ مصلحتاً اور شفقۃ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں مرشد کا منع کرنا نوافل وغیرہ سے یہ بھی شرعی نہیں بلکہ تشفقی ہے اور مبنی بر مصلحت ہے اور عارضی ہے جب چھٹا سبق دیتے ہیں تو ساتھ ہی نوافل وغیرہ کی اجازت بھی ہو جاتی ہے یہ اعتراض باطل و مردود ہے۔

نوٹ: یہ طریقہ ذکر اشارۃً اس کا جواز اور مروج ہونا روح المعانی کی منقولہ بالا عبارت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خالد علیہ الرحمتہ کے مریدین پر کیفیت کا ورود ہوتا تو وہ چیختے اور چلاتے تھے اور منکرین اعتراض کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے پھر یہ کہ ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری مرقات شرح مشکوۃ

ج ۵ ص ۶۳ میں فرماتے ہیں کہ ثم قال ولامر ماتجد العارفین وارباب القلوب والیقین یستاثر منہا علی سائر الاذکار لما راثوا فیھا خواص لیس الطریق الی معرفتھا الا الوجلیلین والذوق۔ یعنی امام غزالی فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا ذکر اس لئے بھی افضل ذکر ہے کیونکہ عارفین اور ارباب قلوب وارباب یقین اس کے ذکر کو تمام اذکار پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کلمہ طیبہ میں وہ خواص یعنی خصوصیات پائی ہیں جن کی معرفت کی طرف سوائے وجدان اور ذوق کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ الخ

پھر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید علی ابن میمون المغربی نے جب شیخ علوان حموی ایں اپنا تصرف دکھایا جو کہ مفتی بھی تھے اور مدرس بھی تو حضرت میمون نے شیخ علوان حموی کو فتویٰ نویسی اور تدریس سے منع کر دیا اور ذکر میں لگا دیا تو جہلاء زمانہ نے طعن وتشنیع شروع کر دی اور کہنا شروع کر دیا کہ میمون نے شیخ الاسلام کو گمراہ کر دیا ہے اور مخلوق کو نفع دینے سے منع کر دیا ہے اور بلکہ جب حضرت میمون مغربی کو معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام کبھی کبھی تلاوت قرآن کرتا ہے تو اس سے بھی منع کر دیا تو لوگوں نے حضرت میمون مغربی کے متعلق کہا یہ زندیق اور بے دین لوگوں کو تلاوت قرآ سے روکتا ہے جو ایمان کا قطب ہے اور ایقان کا غوث ہے۔ لیکن اس کے باوجود مفتی اور مدرس اور شیخ الاسلام نے اپنے مرشد کی پیروی کی۔ حکم کی تعمیل کی یہاں تک کہ ان کو پیرو مرشد سے مزید فیض حاصل ہوا۔ اور دل کا آئینہ صاف وشفاف ہوگیا اور باری تعالیٰ کا مشاہدہ بھی

حاصل ہو گیا۔ تو اب مرشد نے ان کو تلاوت قرآن کی اجازت دی اب اجازت کے بعد جب قرآن کھول کر پڑھنا شروع کیا تو فتوحاتِ ازلیہ اور ابدیہ کھلنے لگیں اور معارف وعوارف کے خزانے ظاہری اور باطنی حاصل ہوئے تو مرشد نے فرمایا کہ میں نے تم کو تلاوت سے اسی لئے روکا تھا تا کہ سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد تمہیں یہ خزانے حاصل ہوسکیں۔

اس واقعہ سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ ہمارے سیفی حضرات کا طریقہ ذکر دسویں صدی میں بھی موجود تھا جس کا ذکر دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری کر رہے ہیں۔

(۲) یہ کہ اس دسویں صدی میں بھی ایسے اللہ کے مقبول اور کامل بندے تھے جو اپنے مریدوں پر بعض پابندیاں لگاتے تھے اور ان کو نفلی عبادت سے کچھ وقت کے لئے منع کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ تلاوت قرآن جیسی عبادت سے بھی منع کرتے تھے عارضی طور پر۔

(۳) دسویں صدی میں بھی ایسے اللہ والوں پر اعتراض کرنے والے طعن وتشنیع کرنے والے موجود تھے جو ان کو زندیق و بیدین کہا کرتے تھے اور گمراہ قرار دیتے تھے۔ اور خلاف شرع امور کا مرتکب ٹھہراتے تھے۔ جیسا کہ آج کل حضرت اخوندزادہ مبارک دامت برکاتہم العالیہ پر پیر محمد چشتی اور اس کے رفقاء اعتراض کرتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو جادوگر، مخالف شرع، گمراہ قرار دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ من ذالک الخرافات اس زور کے اعتراض کرنے والے

حضرت میمون مغربی اوران کے مرید مفتی و مدرس وشیخ الاسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو آج کے معترضین ومنکرین قیوم زمان اوران کے مریدین کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

والناس فیما یعشقون مذاھب

عمل کثیری کی بحث

فقہاءِ کرام نے عمل کثیر کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

(۱) یہ کہ جو عمل دونوں ہاتھوں سے لیا جائے وہ عمل کثیر ہے۔

(۲) نماز میں اس حال میں ہو کہ دیکھنے والا یہ یقین کر لے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔

(۳) یہ کہ خود نماز پڑھنے والا اگر کثیر سمجھے تو عمل کثیر ورنہ نہیں۔

منقول از ہدایہ ص ۱۳۸' حاشیہ ۷' بحوالہ فتح القدیر۔ کوئی تعریف بھی ہو بہر حال عمل کثیر اس صورت میں مفسد صلوۃ ہوتا ہے جب نمازی اپنے اختیار سے کرے۔ اگر نمازی حالت نماز میں قرآت سن کر یا دوزخ یا جنت کا ذکر سن کر وجد کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے یا انوار وتجلیات کے ورود کی وجہ سے بے اختیار ہو کر عمل کثیر کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی بلکہ مکروہ بھی نہ ہو گی کیونکہ ہر عمل اس کا غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری عمل کی صورت میں اس کو کسی شرعی حکم کا مکلّف قرار دینا قرآن کی نص کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی خداوندکریم کسی انسان کواس کی

وسعت وطاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا۔

ظاہر ہے حالت وجد میں نمازی کا اپنے اوپر اختیار نہیں رہتا لہٰذا اس کو عمل کثیر حکم شرعی کا پابند قرار دینا آیت مذکورہ بالا کے منافی ہے اور چونکہ سالک نمازی واردات غیر اختیار یہ کی وجہ سے معذور ہو جاتا ہے اس لئے اس کی یہ حرکات عمل کثیر کے حکم سے جیسے انفلات ریح، اور استلاق مطن اور رعاف دائم والے نمازی مستثنیٰ ہیں یعنی وہ نمازی جس کی ہوا ہر وقت چلتی رہتی ہے یا وہ کس کو عموماً پچس یا جلاب لگے رہتے ہیں یا وہ جس کی ہمیشہ نکیر جاری رہتی ہے یہ معذور ہیں۔ شرعاً اس طرح وہ شخص جو رعشہ (یعنی جسم کا ہر وقت کانپنا) کی مرض میں مبتلا ہے اس کی یہ حرکت غیر اختیاری ہے باوجود عقل وشعور کے قائم ہونے کے یہ بھی شرعاً معذور ہے ان افراد کے معذور ہونے کی حالت اور وجہ ان کا مسلوب الاختیار ہونا ہے اسی طرح یہ سالک نمازی بھی انور وتجلیات کے ورود کی وجہ سے معذور ہے اس کی حرکات وچیخ و پکار کی حالت بھی غیر اختیاری ہونا ہے لہٰذا اس سالک نمازی کا نماز میں وجد میں آنا وجد کی کیفیات کے ورود کے بعد ہلنا' حرکت کرنا' چیخنا چلانا ہا' ھو وغیرہ کرنا اور تالی جیسی صورت میں ہاتھ پر ہاتھ مارنا یہ سب حرکات مسلوب الاختیار ہونے کی وجہ سے ہیں لہٰذا نماز نہ باطل ہوتی ہے نہ فاسد اور نہ مکروہ ہوتی ہے بلکہ اصل نماز یہی ہے جس میں روح نماز حاصل ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ سیدی یوسف العجمی کا قول نقل کرتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے امام المسلوب الاختیار فھو مع مایرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ اللہ' اللہ' اللہ' اللہ' اوھو' ھو' ھو' ھو' اولا' لا' لا' لا' او آہ' آہ' آہ' آہ' اوعاعا' عالا' آہ' آ' آ' آ اوھا' ھا' ھاروصوت بغیر حرف بوتخیط واد بہ عند ذالک التسلیم اللوارد فاذا النقضی الوارد ماد بہ السکون من غیر تقول (انوار قدسیہ ج ا ص ۳۹)

(ترجمہ) یعنی جو مسلوب الاختیار ہے جب اس پر اسرار کا ورود ہوتا ہے تو اس کی زبان پر مذکورہ بالا الفاظ وکلام جاری ہوتے ہیں یا بغیر حرف کے آواز نکلتی ہے یا وہ مخبوط الحواس ہو پاتا ہے تو ایسی صورت میں ادب کا تقاضا یہ ہے کہ واردات کو تسلیم کیا جائے اور جب یہ واردات کی حالت وکیفیت ختم ہو جائے تو پھر ادب کا تقاضا یہ ہے کہ سکون کو اپنایا جائے اور نہ بولا جائے یہ عبارت بھی ہمارے سلسلہ سالک بھائیوں کی کیفیات وواردات کی تصدیق کرتی ہے اور جواز بھی فراہم کرتی ہے۔

سوال۔ یہ ذکر کا طریقہ جو سیفی بھائیوں نے اپنا رکھا ہے اس کا وجود نہ حضور ﷺ کے زمانے میں تھا' اور نہ صحابہ کرام کے زمانے میں تھا' پھر کیا صحابہ کرام کے لطائف اس طرح کیوں نہیں حرکت کرتے تھے جس طرح ان سیفیوں کے حرکت کرتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے بناوٹ ہے وغیرہ وغیرہ (العیاذ باللہ منہ)

جواب۔ قارئین کرام وجود کی دو قسمیں' ایک وجود خارجی ہوتا ہے اور ایک شرعی وجود ہوتا ہے۔ اگر سائل ومنکر کی مراد وجود خارجی ہے تو پھر بہت سی

چیزیں اور بھی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور صحابہ کرام کے زمانے میں
وجود خارجی کے ساتھ موجود نہ تھیں مگر خود سائل و منکر بھی ان کو آج جائز و درست
مانتا ہے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ شافعی امام مالک کی تقلید شخصی بھی وجود خارجی کے
ساتھ عہد رسالت صحابہ میں موجود نہیں ہے کیا یہ بھی منع واختراع ہے۔ ا
اعتراض غیر مقلد کرتا ہے تو وہ بتائے کہ اہلحدیث کہلانا جماعتی طور پر سیرت
کانفرنس اہلحدیث کانفرنس عہد صحابہ میں دور رسالت میں بہیئت کزائی تھی۔ ا
احمد بن حنبل علیہم الرحمتہ کی تقلید شخصی اپنے وجود خارجی کے ساتھ نہ عہد رسالت
میں ہے نہ عہد صحابہ میں ملتی ہے مگر باوجود اس کے سائل و منکر اس کو وہ درست
نہیں واجب قرار دیتا ہے۔ اسی طرح موجودہ دور کی محفل میلاد، مجلس میلاد، جلسہ
میلاد اور سلام مع القیام بعد الجمعہ یا بعد المجلس اور اذان کے بعد صلاۃ وسلام
نماز کے بعد صلوۃ وسلام یا عرس مشائخ کرام صیئت کذائی بھی وجود خارجی
ساتھ عہد رسالت وعہد صحابہ میں موجود نہیں ہے۔ مگر بایں ہمہ اس کا
استحباب اہلسنت کے ہاں مسلم ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا

اور اگر سائل و منکر کی مراد وجود شرعی ہے تو پھر ذکر پاک پر دلالت کر
والی آیات واحادیث کا اطلاق وعموم اس صورت ذکر کے جواز واستحباب کو
شامل ہے جو اس صورت زکر کو منع قرار دیتا ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ د
منع پیش کرے دلیل ایسی ہو جو آیات قرآنیہ کے اطلاق کو مقید اور عموم کی تخصیص
کر سکتی ہو اور ایسی دلیل پیش کرنا ان منکرین کے بس کی بات نہیں۔ انشاء ا

تعالیٰ تا قیامت ایسی دلیل منکر پیش نہیں کر سکتے۔ کوشش کر کے دیکھ لیں۔

رہا یہ کہنا کہ کیا کسی حدیث سے صحابہ کرام کے لطائف کا اسی طرح حرکت کرنا اور اس طرح نماز میں وجد کرنا اور چیخنا و پکارنا ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کو اپنے اوپر اور لطائف پر کنٹرول حاصل تھا۔ آج بھی جس کا اپنے اوپر کنٹرول ہے اس کے لطائف کا متحرک ہونا کب واجب ولازم ہے، ہوسکتا ہے کہ سالک تو ہو مگر لطائف باوجود ذاکر ہونے کے حرکت نہ کرتے ہوں۔

سوال۔ کیا حضور ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین سے بھی ذکر کے وقت وجد وجزب کی کیفیت طریان وجریان اور لطائف کی حرکت واضطراب ثابت ہے اور کیا بوقت ذکر جو ہاتھ سے کسی سالک کے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہیں یا ہاتھ سینے پر مارتے ہیں یہ حضور ﷺ سے یا کسی صحابی وغیرہ سے ثابت ہے۔

جواب۔ ہاں بے شک حضور ﷺ اور بعض صحابہ وبعض تابعین سے وجد وجذب کی اضطرابی کیفیت ثابت ہے ملاحظہ حدیث

(۱) عن انس بن مالك انا عند رسول الله ﷺ اذا نزل جبريل عليه السلام فقال يا رسول الله ﷺ ان فقراء استك يدخلون الجنته قيل الاغنيا ونصف يهم وهو خمس مائته عام ففرح رسول الله ﷺ وقال افيكم من ينشرنا فقال بدوى انا يا رسول الله ﷺ فقل هايت فانشد البدوى شعر قد لسعت حمته

الھوی کبری خلا طبیب لھا ولا راق الاالجیب الذی شفضت به عنده اقیتی وتریاقی فتواجد رسول الله ﷺ وتواجد الاصحاب معه حتی الھوی کبری خلا طبیب لھا ولا راق الاالحبیب الذی شفضت به عنده اقیتی وتریاقی فتواجد رسول الله ﷺ وتواجد الاصحاب معه حتی سقط رداء ھعن منعکبیه فلما فرغوا اوی کل واحد منھم الی مکا نه قال معاویته بن سفیان ما احسن لعبکم یا رسول الله فقال مھه یا معاویته لیس بکریم من لم یھتز عند ذکر الحبیب ثم قسم رداء رسول ﷺ بین من حاضر ھم باربع مائته قطعات(بحواله حجته السالکین ص ۱۳۹' مطبوعه حاجی عبدالغفور)

رسالہ چہل حدیث مولفہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمتہ حدیث نمبر ۴ کے حوالے سے مولوی عبدالشکور صاحب حنفی قادری نقشبندی علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے ترجمہ ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت کے غربا امراء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہ سن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو (خوشی کے اس موقع پر) ہم کو شعر سنائے اس پر ایک دیہاتی نے عرض کی یا رسول اللہ میں سناؤں گا۔ آپ نے فرمایا سناؤ بدوی نے یہ شعر سنائے۔ میرے جگر

(محبوب) کی خواہش کے سانپ نے ڈس لیا ہے جس کے لئے نہ تو کوئی طبیب ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے مگر وہ حبیب ہی (اس کا علاج کرسکتا ہے) جس کی محبت سے فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے لئے تعویذ بھی ہے اور ریاق بھی۔ یہ اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر وجد طاری ہوگیا ہر ایک اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور حضور کے کندھے مبارک سے چادر بھی گر گئی پھر جب وجد جذب کی کیفیت ختم ہوئی تو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر چلا گیا تو حضرت امیر معاویہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کتنا ہی اچھا کھیل ہے آپ لوگوں کا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مایا اے معاویہ ایسا مت کہو' کھیل نہیں (یعنی اس خاص کیفیت کو کھیل نہ کہو) یہ محبوب کی یاد سے جنبش و حرکت تھی اور جو شخص اپنے محبوب کا ذکر سن کر حرکت و جنبش میں نہ آئے وہ کریم و بزرگ نہیں ہے پھر آپ کی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کیے گئے (تبرکاً)

اس روایت سے نعت خوانی' شعر و اشعار' سننے اور سنانے اور وجد و جذب کی کیفیت کے طاری ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور پر اور صحابہ کرام پر وجد طاری ہوا' سب اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اپنی اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ آپ کے کندھے مبارک سے چادر بھی گر گئی۔ امیر معاویہ نے اس کو کھیل سے تشبیہ دی تو حضور نے اس کو ناپسند فرمایا کہ اس کو کھیل مت کہو۔ اور فرمایا کہ جو شخص محبوب کا ذکر سن کر وجد و جذب میں آ کر جنبش و حرکت نہیں کرتا وہ بزرگ نہیں ہوسکتا یعنی کبھی بھی اس کو وجد و جذب کی کیفیت لاحق نہیں ہوتی اور کسی قسم کی حرکت نہیں کرتا۔

(۲) صحابہ کا وجد و جذب کی کیفیت میں مبتلا ہونا اور تابعین کا ایسی کیفیت میں مبتلا ہونا بے ہوش ہو جانا بے اختیار اضطراری کیفیت میں مبتلا ہونا بھی درج ذیل کتابوں کے درج ذیل صفحات سے ثابت ہے۔ احیاء العلوم ۲' ص ۲۹۷

(۳) بلکہ بعض کا وفات پانا بھی ثابت ہے جامع ترمذی میں قاضی بصرہ حضرت زراہ بن روض تابعی کا فوت ہونا مروی ہے اور تحفۃ الاحوذی ج ۲' ص ۵۲۴ میں مرید حضرات کے وفات پانے کے واقعات بھی موجود ہیں الحدیقۃ الندی ص ۱۰۹

(۴) حضرت میمون مہران سے مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی پر خوف کی وجہ سے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تین دن تک غائب رہے۔ پتہ ہی نہ چلا کہ کدھر چلے گئے ہیں۔ حضرت امام اعظم پر ایک آیت سن کر ایسی کیفیت طاری ہوئی جس سے آپ کا جسم حرکت کر رہا تھا کانپ رہا تھا اور یہ حرکت معلوم ہو رہی تھی۔ اگر آیات سن کر یا شعر سن کر ایسی کیفیات لاحق ہو سکتی ہیں تو ذکر پاک سے ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ یعنی اسم ذات کے ذکر سے یا نفی و اثبات کے ذکر سے بھی ذاکر پر انوار و تجلیات کے ورود و ظہور سے وجد و جذب کی کیفیت طاری ہونا امر واقعہ ہے۔

(۵) حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے سینے پر ایک ضرب لگائی تو مجھ پر ایسا حال غالب ہوا کہ میرا تمام بدن گرم ہو گیا اور میں پسینے سے شرابور ہو گیا اور میرا یہ حال تھا کہ جیسے میں خدا کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوۃ

شریف ص ۱۸۴' تلشف ص ۲۲۶)

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کہ اشبہت خلقی وخلقی تو اس خطاب کی لذت سے جعفر بن ابی طالب کھڑے ہوکر رقص کرنے لگے حضور نے منع نہیں فرمایا۔

(۷) حضرت زیدؓ سے حضور نے فرمایا انت اخونا ومولنا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ یہ سن کر انہوں نے رقص کیا وجد طاری ہوا۔ حضور نے منع نہیں فرمایا۔

(مشکوۃ ص ۲۹۲' باب بنو السعیر حاشیہ ۲۰' تفسیر احمدی ص ۲۰۲ بوادر النوادر ص ۴۰۶)

(۸) شیخ عبدالقاھر اسنی اشعری علیہ الرحمۃ کی کتاب دلائل الاعجاز میں حضرت کعب الاحبارؓ کا مشہور قصیدہ ہے جس کے پڑھنے کے دوران رسول صلی اللہ علیہ وسلم اشاروں سے لوگوں کو سننے کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ اور اس وقت صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے اور آپ کبھی ایک طرف کے صحابہ کی طرف توجہ کرتے اور کبھی دوسری طرف کے صحابہ کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصیدہ خوانی کے دوران صحابہ کرام پر توجہ فرماتے تھے کبھی ادھر کبھی ادھر اور صحابہ حلقہ بنا کر بیٹھتے تھے۔ اس سے موجودہ طریقہ ذکر میں اشاروں اور توجہات اور سینوں پر ہاتھ مارنا بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے لوگوں کے سینوں میں فیض کی وجہ سے حال ووجد کا طاری ہونا اور سینوں پر ضرب لگانا بھی ثابت ہوتا ہے۔ الغرض ان روایات سے سیفیوں کے طریقہء ذکر کی ہر بات

ثابت ہورہی ہے۔لہذا اس پر اعتراض جہالت ہے۔

(۹) جب سیدنا حضرت امیر حمزہؓ کی صاحبزادی صاحبہ کی تربیت کے متعلق حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت زید بن حارث کا باہمی اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک کی خواہش تھی کہ میں پرورش کروں تو اس موقع پر رسول اکرم نے فرمایا حضرت علی سے کہ انت منی وانا منک اے علی! تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔ یہ سن کر فرطِ مسرت وخوشی سے حضرت علی نے ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر رقص کیا یعنی ناچنا شروع کردیا۔ یعنی مولیٰ علی پر وجد وجذب کی کیفیت طاری ہوئی اور وہ ایک پاؤں پر رقص کرنے لگے یہ وہ رقص نہیں جو کنجر اور طوائف کرتی ہیں بلکہ اس سے مراد وجد وجذب کی کیفیت ہے۔ جو صوفیاء کرام میں پایا جاتا ہے۔

(حوالہ کے لئے فتاویٰ خیریہ ص ۲۸۳ اور احیاء علوم الدین ج ۳، ص ۱۸۳ ملاحظہ کریں)

(۱۰) اور مزید ثبوت کے لئے الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۲۹۰، ص ۲۹۴ ملاحظہ کریں اختصار کے پیش نظر عبارت نقل نہیں کی۔

(۱۱) الحدیقۃ الندیۃ میں اور الحاوی للفتاوی میں بھی جواز وجد وتواجد و رقص صوفیاء کی تصریحات موجود ہیں۔

(۱۲) مقامات مظہری ص ۲۰۲ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ نماز فجر کے بعد ذکر و مراقبہ سے پہلے آپ نے (سید نور محمد بدایونی قدس سرہ) یہ فرماتے ہوئے مولوی کرامت علی پر توجہ فرمائی کہ بحق بہاؤالدین میں تجھے بغیر محنت دوں گا بقول مولوی صاحب مذکور میں بے اختیار ہوگیا گویا میرا دل سینے سے باہر نکل گیا ہے مدت کے

بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور میں دھوپ میں بیٹھا تھا۔

(۱۴) حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ پر چکی کی آواز سے بھی وجد طاری ہو جاتا تھا ایک دفعہ شاہ صاحب کے متعلق مولانا جلال الدین علیہ الرحمۃ نے ایک فقیر صاحب جو حضرت شاہ صاحب کے مرید تھے سے کہا کہ تمہارے ناچنے والے پیر صاحب بھی تو آئے (مقصد وجد پر تنقید تھی) یہ جملہ ایک بار فقیر صاحب نے شاہ صاحب کو بتا دیا تو شاہ نے فرمایا اگر آئندہ مولوی صاحب یہ جملہ کہیں تو تم کہہ دینا کہ وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں پھر جب ملاقات ہوئی تو مولوی صاحب نے یہ جملہ دھرایا تو فقیر صاحب نے اپنے مرشد کا جملہ دھرایا کہ وہ نچاتے بھی ہیں تو مولوی صاحب یہ سن کر کھڑے ہو کر ناچنے لگے حالت وجد کا غلبہ ہو گیا حالت بدل گئی پھر یہی مولانا صاحب شاہ صاحب کے مرید اور خلیفہ بنے۔ (رسالۃ الفنا۔ ص ۲۲)

دار العلوم دیوبند میں وجد

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی تھانوی کی اشرف السوانح ص ۶۴ کے حوالے سے رہنمائے سالکین نے لکھا ہے کہ ان کے وعظ کے دوران اکثر سامعین پر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے چنانچہ مدرسہ دیوبند کے بڑے جلسہ میں دستار بندی کے موقع پر مولانا کے وعظ میں ایک صاحب پر ایسا وجد ہوا کہ جلسہ درہم برہم ہو گیا وعظ پورا نہ کر سکے۔

(۱۵) امام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم ج ۲، ص ۲۹۶ میں لکھا ہے کہ

اگر وجد و تواجد سے مقصد ریا کاری اور اپنے اچھے اوصاف کا اظہار ہو جن سے یہ فی الواقعہ کالی ہے تو یہ قابل مذمت ہے اور اسی تواجد کی ایک قسم محمود اور اچھی بھی ہے یعنی جس سے مقصد ہی یہ ہوا کہ ایسا کرنے سے مجھے عمدہ اور اچھے احوال حاصل ہوں اور میں کسی حیلہ سے ان اوصاف سے موصوف ہو سکوں تو یہ جائز ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کا انداز اپناؤ اور غمگین ہو جاؤ۔

(۱۶) امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب انوار قدسیہ ج ۱ ص ۳۹ میں فرماتے ہیں کہ سیدنا علامہ یوسف عجمی نے فرمایا ہے کہ مشائخ نے سالک کے لئے جو آداب ذکر کئے ہیں تو وہ مختار اور غیر مجذوب سالک کے لئے ہیں اور جو مسلوب الاختیار سالک ہے اس کو اپنے حال پر رہنے دو کیونکہ بے اختیار ہو کر اس کی زبان سے کبھی اللہ' اللہ' اللہ' اللہ' جاری ہوتا ہے اور کبھی بے اختیار ھو' ھو' ھو ھو جاری ہوتا ہے اور کبھی لا' لا' لا' اور کبھی آہ' آہ' آہ' اور کبھی عا' عا' عا' اور کبھی آ' آ' آ' اور کبھی ہا' ہا' ہا' الخ اور اس کے لئے ادب صرف یہ ہے کہ وارد ہونے والی کیفیت کو تسلیم کیا جائے۔ انوار قدسیہ کی جلد اول ص ۱۸۲ سے ص ۱۸۹ تک امام شعرانی نے وجد کے ثبوت میں دلائل ذکر کئے ہیں۔

ان سولہ عدد حوالہ جات سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ سیفیوں کا طریقہء ذکر و وجد و جذب اضطرابی کیفیات حرکت کرنا کرانا جگہ سے ہٹ جانا وغیرہ پر شرعی دلائل موجود ہیں اور ایسی کیفیات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین و دیگر بزرگان دین سے

بھی ثابت ہیں لہٰذا ان پر اعتراض کرنا پرلے درجہ کی جہالت ہے اور بے بصری و بے بصیرتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری ج ۸ ص ۲۰۷ تا ۲۰۹ میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کو ایسا وجد اور کیفیات عموماً اس لئے نہ ہوتی تھیں کیونکہ انہوں نے اپنے اوپر کنٹرول کر رکھا تھا ملاحظہ ہو مظہری کی عبارت

قلت و جهه طريان هذه كثرة نزول البركات و التجليات مع ضق حوصلة الصوفى و قلته استعاده و انما لم تو جد هذه الحالته فى الصحابته رضى الله عنه مع و فور بركاتهم لا جل سعته حواصلهم و قوة استعاتهم ببر كته صحبنه النبى صلى الله عليه وسلم و اما غير الصحابته من الصوفيته فعلم طريان تلك الحائته عليهم اما لقلته نزول البركات و اما السيحنه الحوصلته الخ

میں کہتا ہوں کہ اس حالت کیطاری ہونے کی وجہ نزول برکات کی کثرت ہے اور نزول تجلیات کی کثرت ہے باوجود صوفی سالک کے حوصلہ کی تنگی کے اور اس کی استعداد کے کمزور ہونے کے اور یہ حالت (وجد) صحابہ کرام میں باوجود وفور برکات کے نہیں پائی گئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے حوصلے بہت وسیع تھے اور ان کی قوت استعداد زیادہ تھی۔ حضور ﷺ کی صحبت کی برکت سے اور غیر صحابہ صوفیاء میں سے اثر پر جو یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو نزول برکات کی قلت ہوتی ہے یا پھر ان کے حوصلے وسیع ہوتے ہیں۔ (مظہری ج ۸

ص ۲۰۷ تا ۲۰۹، سورہ زمر، پ ۲۳)

سوال ۔ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موجودہ بزرگ و مشائخ اپنے مریدین کو ایک عرصہ کے لئے تلاوت قرآن نوافل وغیرہ اور دیگر تمام وظائف سے منع کر دیتے اور بہت سے کار خیر سے محروم رکھتے ہیں اس کا کیا جواز ہے۔

جواب ۔ جواباً گزارش ہے یہ ممانعت شرعی نہیں بلکہ تشفقی ہے جیسے ڈاکٹر یا طبیب و حکیم مریض کو پرہیز بتاتے وقت بعض حلال چیزوں کے کھانے سے بھی منع کرتا ہے یہ منع کرنا شفقت پر مبنی ہوتا ہے۔ حرمت پر نہیں جیسے آدم و حوا علیہما السلام کو **فلا تقربا هذه الشجرة** فرما کر مخصوص درخت کے استعمال سے منع کیا گیا تھا یہ نہی و ممانعت تحریمی تشفقی تھی ۔ اسی طرح مرشد کامل و مکمل کا اپنے مریدین کو بعض وظائف سے اور تلاوت یا مطالعہ کتب سے و نوافل سے روکنا بھی تشفقی ہے۔ چنانچہ مجھے یاد آیا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ الباری فرماتے ہیں کہ سید علی بن میمون المغربی نے جب اپنے وقت کے شیخ الاسلام اور مفتی و مدرس علوان الحموی کی ذات میں تصرف فرمایا تو ان کو فتویٰ نویسی اور تدریسی اور تلاوت قرآن سے منع کر دیا۔ اور ذکر میں مشغول کر دیا تو جہلاء نے یوں طعنہ زنی کی کہ اس پیر نے شیخ سلاس کو گمراہ کر دیا ہے اور لوگوں کی تدریس کے ذریعہ نفع پہنچانے سے بھی منع کر دیا ہے اور یہ کہ یہ زندیق (بے دین) ہو گیا ہے۔ تلاوت قرآن سے منع کرتا ہے مگر باوجود لوگوں کی ان خرافات و بکواسات کے مرید صادق علوان حموی

اپنے مرشد کے اسباق پر اور تعلیمات و ہدایات پر ڈٹے رہے۔ کسی کی کوئی بات نہ سنی۔ جب مرشد کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرنے سے دل کا شیشہ صاف ہو گیا اور مشاہدہ تجلیات ربانی حاصل ہو گیا تو قرآن کی تلاوت کی مرشد نے اجازت دے دی۔ اب جب مرشد کامل و مکمل کی اجازت کے بعد قرآن کی تلاوت شروع کی تو خداوند قدوس نے فتوحات ازلیہ وابدیہ کا دروازہ کھول دیا اور عوارف و معارف ظاہریہ اور باطنیہ کے خزانے ظاہر ہوئے تو مرشد نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اسی لئے قبل ازیں تلاوت سے منع کیا تھا تاکہ ذکر کی برکت سے غفلت کے پردے اٹھ جائیں اور پھر قرآنی علوم و معارف تجھے حاصل ہو جائیں ۔(ملاحظہ ہو مرقات شرح مشکوۃ ج ۵ ص ۲۳)

ثابت ہوتا ہے کہ مشائخ کرام کا معمول تھا کہ وہ اپنے مریدین کو کمال تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بعض ایسی پابندیاں لگاتے تھے۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله والصلوة والسلام علی حبيب الله وعلی اله واصحابه الذين اهتدو الی هدايه الله اما بعد:

بندہ ناچیز غلام فرید نے اگرچہ قبل ازیں ''فضیلۃ الذاکرین'' میں ذکر کیا ہے۔اس کے علاوہ اعتبار اور بعض دوسرے امور پر وضاحت سے روشنی ڈالی ہے اور خصوصاً وجد و تواجد پر بحث کی ہے' مگر یہاں ایک مسئلہ مزید وضاحت کا طلبگار ہے اور وہ یہ کہ نماز کی حالت میں خشوع و خضوع کی وجہ سے مجبوراً روتا ہے' اس کی

آواز بھی بلند ہو جاتی ہے تو اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

قارئین کرام! بندہ کی تحقیق کے مطابق ایسا رونا جائز ہے اور یہ بلند آواز سے رونا مفسد نماز نہیں۔ یعنی اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول ص ۱۳۵۔۱۳۴ میں مفسدات نماز اور مکروہات نماز کے بیان میں لکھا ہے۔ **فان فیھا او تاوہ اوبکی فارتفع بکا و فان کان من ذکر الجنہ او النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وان کان من وجع او مصیبتہ قطھا لان فیہ اظھار الجزع و التاسف فکان من کلام الناس**

(اگر نمازی نماز میں آہ کرے یا اوہ یا بلند آواز سے روئے تو اگ یہ بلند آواز سے رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہے تو نماز نہیں ٹوٹے گی' کیونکہ ایسا رونا زیادہ خشوع پر دلالت کرتا ہے اور اگر بلند آواز سے رونا کسی جسمانی درد' تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے ہے تو پھر نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے جو لوگوں کے کلام سے ہے)۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر نمازی نماز میں بلند آواز سے روتا ہے' جنت کا ذکر سن کر یا دوزخ کا ذکر سن کر تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ یہ رونا خشوع کی وجہ سے ہے' جو روح نماز اور اصل نماز ہے۔ اگر بلند آواز سے روتا ہے جسمانی درد یا مصیبت کی وجہ سے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ رونا جزع اور افسوس کی وجہ سے ہے جو کلام الناس سے ہے۔ مگر یہاں محقق قسم کے فقہاء اسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر جسمانی درد نماز میں اتنا شدید ہو جو قابل برداشت نہ ہو تو پھر بھی

نماز نہیں ٹوٹتی۔ چنانچہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں لکھا ہے۔ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا گیا کہ انین فی الصلوۃ سے نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا اگر یہ انین (یعنی بلند آواز سے آہ کرنا) خشیت الٰہی کی وجہ سے ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر جسمانی درد کی وجہ ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طوبٰی للبکائین فی الصلوۃ" یعنی نماز میں رونے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ (الی ان قال) " عن ابی یوسف رحمه الله تعالی انه قال ان کان یمکن الا متناع عنه یقطع الصلوۃ وان کان لا یمکن الا متناع لا یقطع وعن محمد ان کان المرض خفیفا یقطع وان کان ثقیلا لا یقطع لا نه لا یمکنه القعود لا بالا نین "

(فتح القدیر جلد اول ص ۳۶۴)

(امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مرض یا درد کی حالت میں بلند آواز سے آہ کہنے سے بچنا ممکن ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر ممکن نہ ہو تو نہیں ٹوٹے گی۔ اور یہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔)

تو اس عبارت سے ثابت ہو رہا ہے کہ خشوع وخضوع کی وجہ سے بلند آواز سے رونا: دتو نماز نہیں ٹوٹتی نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بلند آواز سے اس لئے ہو کہ درد زیادہ ہے اور نا قابل برداشت ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے قول کے مطابق نماز نہیں ٹوٹے گی۔

امام ابن نجیم حنفی بحر الائق شرح کنز الدقائق میں

لکھتے ھیں کہ " والانسا االتاوہ وارتفاع بکائہ من وجع او مصبہ لا من ذکر جنہ اونار الی ان قال) فالحاصل انھا ان کانت من ذکر الجنہ او النار فھو دال علی زیادۃ الخشوع ' ولو صرح بھما فال اللھم انی اسالک الجنہ واعوذبک من النار لم تفسد صلاتہ وکان من وجع او مصیہ فھو دال علی اظھار ھما (الی ان قال) وجعل فی الظھیر محل الخلاف فیما اذا مکن الا متنا ع عنہ اما مالا یمکن الامتناع عنہ فلا یفسد عند الکل"

اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ جنت یا دوزخ کے ذکر سے بلند آواز سے رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور فتاوی ظہریہ نے اختلاف کا محل یہ قرار دیا ہے کہ اگر جسمانی درد کی وجہ سے رویا ہے اور درد اتنا تھا کہ رونے سے بچنا ممکن تھا تو اس میں اختلاف ہے' بعض کہتے ہیں کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں ٹوٹتی۔ اور رہی یہ صورت کہ درد زیادہ تھا' قابل برداشت نہ تھا' اس صورت میں بالاتفاق نماز نہیں ٹوٹتی (بحرالرائق 2 ص 4)

اس تحقیق کے بعد ایسے حضرات جن پر نماز کی حالت میں وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور انوار و تجلیات کو وہ برداشت نہیں کر سکتے تو اس سے وہ بلند آواز سے چیختے' چلاتے اور روتے ہیں تو چونکہ یہ خشوع و خضوع اور خشیت الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ یہی اصل روح نماز ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے ایسے نمازیوں پر اعتراض کرنا اور ان کو برا کہنا' اس کو جعل سازی اور

بناوٹ قرار دینا جہالت ہے۔ ہاں ایسے حالات میں اپنے اوپر کنٹرول کر لینا اور بے اختیار نہ ہونا اچھی چیز ہے مگر بے قابو ہو کر بلند آواز سے چیخنا، رونا بھی قابل مذمت نہیں بلکہ یہ مطلوب ہے۔

مسئلہ:۔ فی جماعة صوفیه اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخاصا من الجماعة قام من المجلس ذاکر او استمر علی ذلك لوارد حصل له فهل له فعل ذلك سواء کان باختیاره ام لاوهل لاحد منعه وزجره عن ذلك؟

الجواب:۔ لاانکار علیه فی ذلك۔ وقد سئل عن هذاالسوال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی فاجاب بأبه لاانکار علیه فی ذلك ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذلك التعزیر وسئل عنه العلامة برهان الدین الابناسی فأجاب بمثل ذلك۔ وزاد ان صاحب الحال مغلوب والمنکر محروم ماذاق لذة التواجد ولا صفاله المشروب الحال فال فی آخر جوابه وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال الفوم راجاب اینا بمثل ذلك بعض ائمة الحنفية۔ والمالکیة کلهم کتبوا علی هذاالسوال رافقة من غیر مخالفة (الحاوی الفتاوی جلد۲ ص ۲۳۴)

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ

سوال:۔ صوفیاء کی ایک جماعت، ذکر کی مجلس میں جمع تھی، پھر جماعت

میں سے ایک شخص ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور وارد ہونے والے جذبے کی بناء پر کھڑا ہی رہا، تو اسے ایسا کام کرنا جائز ہے؟ خواہ اس نے اپنے اختیار سے ایسا کیا یا بغیر اختیار کے، اور کیا کسی شخص کے لیے جائز ہے کہ اسے منع کرے اور زجر و توبیخ کرے؟

جواب:۔ اس شخص پر اس معاملے میں کوئی انکار نہیں ہے، یہی سوال بعینہ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس شخص پر اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہے، اور منع کرنے والے کو اسے سختی کے ساتھ روکنے کا حق نہیں ہے۔ جو شخص اس پر زیادتی کرے گا وہ تعزیر کا مستحق ہے۔ علامہ برہان الدین ابناسی سے یہ سوال پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

اور مزید کہا کہ صاحب حال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے، اس نے تواجد کی لذت نہیں چکھی اور نہ ہی اسے صاف اور شفاف مشروب میسر ہوا ہے انہوں نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ سلامتی، قوم کے حال کو تسلیم کرنے میں ہے، ایسا ہی جواب بعض ائمہ حنفیہ اور مالکیہ نے دیا۔ سب نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے موافقت کی ہے اور کسی نے مخالفت نہیں کی۔

[الحاوی للفتاوی جلد ۲، ص ۲۳۴]

مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

(اقول و كيف ينكر الذكر قائما والقيام ذاكر اوقد قال الله

تعالی:(الذین یذکرون اللہ قیاما اوعلی جنوبھم)وقالت عائشہ رضی اللہ عنہا:کان النبی ﷺ یذکر اللہ کلی کل احیانہ وان انضم الی ھذا القیام رقص اونحوہ فلاانکار علیھم فذلک من لذات الشھود اوالمواجید وقد وردفی الحدیث رقص جعفر من الی طالب بین یدی النبی ﷺ لما قال لہ بشبمت خلفی وخلقی وذلک من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر ذلک علیہ النبی ﷺ فکان ھذا اصلافی رقص الموفیۃ لمایدر کو نہ من لذات المواجید وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعۃ من کبار الائمۃ منھم شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام۔

(الحاوی للفتوٰی جلد دوم ص۲۳۴)

میں کہتا ہوں کھڑے ہوکر ذکر کرنے اور حالت ذکر میں کھڑے ہونے کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں وہ لوگ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلو پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔اگر اس قیام سے رقص وغیرہ کوملایا جائے تو اس بات کا انکار نہیں ہو سکتا یہ شہود اور وجد کی لذت سے ہے۔اور حدیث میں وارد ہے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے رقص

کیا۔ جب آپ نے ان سے فرمایا تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اور یہ لذت خطاب سے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار نہیں فرمایا۔ تو یہ صوفیہ کے رقص کی بنیاد ہے۔ کیونکہ وہ وجد وسرور کی لذتیں پاتے ہیں۔ مجالس ذکر اور سماع میں بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت سے رقص وجد ثابت ہے۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام بھی ان میں سے ہیں۔

علامہ عبدالغنی ناطبی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ولاشد ان التواجد وهو تكلف الوجد واظهاره من غير ان يكون له وجد حقيقه فيه تشمه باهل الوجد الحقيقى وهو جائزيل مطلوب شرعا قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه الطهرانى فى الاوسط عن حذيفه بن اليمان رضى الله عنه وانصار كان المتشبه بالقوم منهم لان تشبها بهم يدل على حبه ايا هم ورضائه باحوالهم وافعالهم (الحدیث النسد یہ ج ۲ ص ۵۲۵)

تواجد یہ ہے کہ ایک شخص کو حقیقتہ وجد حاصل نہ ہو لیکن وہ تکلف سے وجد کو اختیار کرتا ہے اور اسے ظاہر کرتا ہے، اس میں شک نہیں کہ تواجد میں حقیقی وجد والوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے اور یہ نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ شرعاً مطلوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے،

(۱)وجد واضطراب داخل صلاۃ صفحہ ۸۶ جلد ۹ وصفحہ ۶۳ جلد ۹ صفحہ ۲۵۴ جل ۹ روح المعانی لبنان بیروت۔

(۲)اذا دخل فی الصلاۃ یسمع لصدرہ اذین کأزنن المرجل الخ

صفحہ ۹۱ مشکوۃ باب مایجوز فی الصلوۃ: لمعات صفحہ ۹۹ جلد ۱: احیا صفحہ ۳۰۲ جلد ۱

(۳)فان خلیل اذا قام الی الصلاۃ یسمع وجیب قلبہ علی میلین

صفحہ ۲۳۸۴ جلد ۵ صفحہ ۲۳۸۸ جلد ۵ صفحہ ۱۲۴۹ صفحہ ۱۷۶ جلد ۲۱ احیاء علوء علوم الدین

(۴)فان ان اوتأوہ، اوبکی فارتفع بکاوہ الخ

صفحہ ۱۳۵ الھدایۃ الاولی ثم السامی صفحہ ۳۳۷ ثم عالمگیری صفحہ ۱۳۲ ثم مراقی الفلاح ۱۷۴ قبیل باب البغاۃ ۱۲

(۵)ثم الطحطاوی علی الدرالمختار صفحہ ۲۷۴ ثم فتاوی ادوریہ پشتو صفحہ ۱۷۰: ثم الانوار القدسیۃ صفحہ ۲۳۹

الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ صفحہ ۲۳۹ اللہ اللہ اللہ۔ اوھوھو۔ اولالالا۔ اوآہ آہ آہ۔ اوعاعاعا۔ او۔ آ آ آ۔ اوہ ہ ہ، اوھاھاھا۔ الخ

وجد خارج الصلاۃ

روح البیان ۲۱۱ ویخرون الاذقان ویزیدھم خشوعا جذب ابی ھریرۃ

صفحہ ۲۲۱۳ باب الزھد ترمذی: رقص علی وجعفر وزید من حارثۃ رضی اللہ عنھم ۶۰۲ تفسیر احمدی۔

رقص صفحہ ۸۵۱۴ سورۃ محمد روح البیان وصفحہ ۸۱۰۱، صفحہ ۳۲۴۲ اعراف صفحہ ۸۱۴۷ قطب الارشاد صفحہ ۵۲۴، صفحہ ۵۶۰ صفحہ ۵۸۹: ثم نور العقائد عربی صفحہ ۱۷۶ صفحہ ۳۲۳ صفحہ ۲۳۴ مکتوب صفحہ ۲۰۰ ج ۱ ابوسعید برقص در آمد: دوتر کمان وحسین قصاب بی اختیار برزمین میخوابید۔

(مکتوب صفحہ ۱۲۷۵ صفحہ ۱۲۹۱ صفحہ ۲۹۰ ارقص) مکتوب صفحہ ۶۰۲ ... انگیز۔ وھمہ ھای دردامین۔

ووجد وتواجد، ورقص ورقاصی ھمہ در مقامات ظلال است عند ظھور تجلیات الظلتہ الخ مکتوب صفحہ ۳۰۲ نفحات الانس جلد ۵۲۵ مردن ۲۰۰ کینزک عذراء

نفحات الانس مردن ۲۰۰ کینزک عذرراء از

سماع صفحہ ۵۴۲ جامہ رامل پارہ کردن

تفسیر احمدی صفحہ ۶۰۳ جلد ایے فمنھم من یغلب علیہ الخوف، اوالحزن، ا اوالشوق فیودیہ الی البکاء والأنین والشھقتہ وتخریق الشیام۔ والغیبت۔ والاضطراب۔

ومنھم من یغلب علیہ الرجاء والفرح والاستبشار فیودیہ الی الطرب والرقص والتصیفیق کماروی ان داؤد ءم استقبل السکینۃ بالرقص قالت لرزوجتہ اترقص

وانت نبی فقال ءالھا تحکمین علی قلبی اذھب وانت طالق الخ ۱۶۳ ایسیت حلق

شوارب الحدیقۃ صفحہ ۵۸۴ جلد ۲

ھدایۃ باب الجنایات صفحہ ۲۶۸ جلد ۱ ۴

ھدایۃ البرار صفحہ ۱۴ جلد ۲۰)

حاشیۂ سنن ابوداؤد صفحہ ۷ جلد ۳

شرح معانی الاثار کتاب الکراھیۃ صفحہ ۲۷۷ جلد ۲ رمز الحقائق

۱۰۲)زیلعی کنز صفحہ ۵۵ جلد ۲ بحر الرائق صفحہ ۱۱ جلد ۳

باب الجنایات

درالمختار کتاب الحظر والاباھۃ صفحہ ۳۸۹ جلد ۴ نووی شرح مسلم ۱۲۹ ھندیۃ

کتاب الکراھیۃ صفحہ ۲۵۸ جلد ۵

مرتحاۃ باب السواکہ صفحہ ۲۰۰ باب ۱

طبع بیروت

فتح القدیر صفحہ ۴۴۲ جلد ز